وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ

عصرِ حاضر میں
ذرائع ابلاغ کا مکروہ کردار
اور ہماری ذمہ داریاں

محمد مثنّیٰ حسّان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عصرِ حاضر میں جدید ذرائع ابلاغ کا مکروہ کردار
اور ہماری ذمہ داریاں

محمد مثنّٰی حسّان

ادارۂ حطین

الحمدللّٰہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللّٰہ، وبعد:

صراطِ مستقیم اورسبلِ شیاطین

اللہ تعالیٰ کے بے شماراحسانات میں سے ایک احسانِ عظیم یہ ہے کہ اس نے شیطان اوراس کے کارندوں کی پھیلائی ہوئی کفروضلالت کی ظلمتوں اورفسق وجہالت کی تاریکیوں میں اپنے بندوں کے لئے رشدوہدایت کا انتظام کردیااورحق کو باطل سے چھانٹ کرعلیحدہ کرکے رکھ دیا......**قد تبین الرشد من الغي!** اللہ تعالیٰ نے اپنے نورسےصراطِ مستقیم کوتا قیامت روشن کردیا تا کہ امتِ مسلمہ گمراہیوں کے رستوں میں ٹامک ٹوئیاں مارنے سے محفوظ رہےاورحق کی اتباع سے دنیاوآخرت کی فوزوفلاح کواپنامقدر کرلے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے محبُوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کہلوادیا:

﴿وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (الأنعام: ۱۵۳)

’’اور یقیناً یہ میرا راستہ سیدھا (راستہ) ہےلہٰذا تم اسی کی پیروی کرواورتم دوسرے راستوں کی پیروی مت کرو، کہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے الگ کردیں گے۔اللہ نے تمہیں اس کی تاکید کی ہےتا کہ تم پرہیزگاری اختیارکرو‘‘۔

مفسرین نے اس آیت کے ذیل میں حضرت عبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’خط رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم خطًا بیده، ثم قال ’’هذا سبیل اللّٰہ مستقیما‘‘. وخط علی یمینه وشماله، ثم قال ’’هذه السبل لیس منها سبیل إلا علیه شیطان یدعو إلیه‘‘.

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے (زمین پر) ایک لکیر کھینچی اور پھرفرمایا: یہ اللہ کا سیدھا راستہ ہے۔اور پھراس کے دائیں اور بائیں جانب لکیریں کھینچیں اورفرمایا: یہ (گمراہی

کے) راستے ہیں اور ہر ایک پر شیطان بیٹھا اس راستے کو اختیار کرنے کی دعوت دے رہا ہے"۔

(ذكره الطبري والسمرقندي والنسفي وغيرهم، واللفظ لابن كثير)

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے دینِ اسلام کو مختص فرمایا اور پھر اس ہدایت کے سر چشموں کو بھی واضح کر دیا۔ اب جو شخص بھی ان چشموں سے سیراب ہوگا تو وہ ہدایت پا جائے گا اور جو انھیں چھوڑ کر دوسرے مصادر اپنائے گا تو وہ یقیناً سبلِ شیاطین کا رہرو بن کر صراطِ مستقیم سے کج رو اور دین سے گمراہ ہو جائے گا۔ امام ابولیث سمرقندی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"﴿فتفرق بكم عن سبيله﴾ يعني: فيضلكم عن دينه".

"﴿وہ تمہیں اللہ کے راستے سے علیحدہ کر دیں گے﴾ سے مراد یہ ہے کہ وہ تمہیں دین سے گمراہ کر دیں گے"۔

(بحر العلوم؛ سورة الانعام، آية ۱۵۳)

اس آیت میں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ حق کا راستہ صرف ایک ہی ہے...... جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک اور اپنے نبیٔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے منور کر دیا ہے اور جسے سیرتِ نبویؐ اور نقوشِ صحابہؓ واسلافؒ نے روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا ہے۔ اس ایک راستے کے سوا ہر دوسرا راستہ شیطان ہی کا راستہ ہے، وماذا بعد الحق إلا الضلال۔

جدید ذرائع ابلاغ اور ان کا کردار

اس تمہید کے بعد ہم اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں کہ عصرِ حاضر میں جدید ذرائع ابلاغ کیا کردار ادا کر رہے ہیں اور اس کے امتِ مسلمہ پر کیا اثرات مرتب ہو رہے ہیں؟ تمہید کا مدعا یہی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ کسوٹی اور میزانِ حق کو سامنے رکھتے ہوئے ذرائع ابلاغ کے کردار کو پرکھیں، اور بنظرِ غائر دیکھیں کہ یہ ذرائع ابلاغ کس طرح سبلِ شیاطین کا کام دیتے ہوئے امت کو صراطِ مستقیم سے دور اور گمراہی کے دلدل میں دھکیلتے چلے جا رہے ہیں؟

ابتداً ہم یہ بھی وضاحت کرتے چلیں کہ اس مضمون میں ہم اِن ذرائع ابلاغ کی تخصیص وتبعیض نہیں کریں گے، یعنی الیکٹرونک میڈیا ہو یا پرنٹ میڈیا...... مغربی ہو یا مشرقی، سرکاری نشریاتی ادارے ہوں یا غیر سرکاری...... صحافتی ہوں یا ثقافتی...... سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ لہٰذا ہم ان سب کو ایک ہی

عصائے شریعت سے ہانکیں گے۔

”لهو الحديث“ اور ”أحسن الحديث“

اپنی گفتگو کو مزید آگے بڑھانے سے پہلے ہم سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مختصر سا مطالعہ بھی کرتے چلیں تاکہ اس کی رہنمائی میں ہمیں اِس دور کے جدید ذرائع ابلاغ کا کردار سمجھنے میں آسانی رہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں ہمیں خبر دیتے ہیں:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾ (لقمان: ٦)

”اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو لہوالحدیث خریدتے ہیں تاکہ وہ (دوسروں کو) علم کے بغیر اللہ کی راہ سے گمراہ کریں اور اس کا مذاق اڑائیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کن عذاب ہے“۔

کتبِ تاریخ اور کتبِ تفسیر کے صفحات میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام وتوحید کی دعوت کھلے بندوں دینی شروع کی اور معاشرے سے باطل کو ختم کرنے کے لئے صحیفۂ ہدایت ’قرآنِ مجید‘ کی روشنی کو عام کرنے کی جدوجہد کا آغاز کیا تو معاشرے میں ایک کشمکش کی ابتداء ہوگئی۔ اہلِ مکہ میں سے کچھ افراد نے بڑھ کر اس ’احسن الحدیث‘ (قرآن) کی دعوت کو قبول کیا اور کفر وشرک کی گندگی سے خود کو نکال کر اللہ مالک الملک کی ہدایت کو اپنے لئے مشرب بنایا۔ ایسے میں معاشرے کے سوادِ اعظم نے انکار کیا اور باطل پر قائم رہتے ہوئے مخالفت شروع کردی۔ تاہم جب انھوں نے دیکھا کہ حق کی دعوت تو روکے نہیں رک رہی اور پھیلتی ہی چلی جارہی ہے تو انھوں نے اپنے میں سے ایک شقی الفطرت اور خبیث النفس بندے کو منتخب کیا کہ وہ اس ’احسن الحدیث‘ کی دعوت کے راستے میں باطل کا بند باندھنے کا انتظام کرے۔ یہ شخص نضر بن حارث تھا۔ وہ پہلے شام وفارس گیا اور وہاں سے عجمیوں کے قصے اور رستم، بہرام، اسفندیار، اکاسرہ اور شاہانِ حیرہ کی کہانیاں اپنے ساتھ لے آیا۔ پھر اس نے مکہ میں گانے بجانے والیوں کا مجمع اپنے ساتھ لے لیا۔ چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو رب کا کلام سناتے اور ہدایت کی باتیں بتاتے تو نضر بن حارث رقص وسرور کی محفلیں منعقد کرتا، لوگوں کو گانے سنواتا، عجمیوں کے قصوں سے محظوظ کرتا اور شراب وکباب کا دور چلاتا۔ لوگوں سے کہتا:

''هذا خير مما يدعوک إليه محمد من الصلاة والصيام وأن تقاتل بين يديه''.

''یہ سب کچھ جو میں تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں، اس نماز، روزے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دفاع میں قتال سے بہتر اور اچھا ہے جس کی طرف تمہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دیتے ہیں''۔

(الدر المنثور لجلال الدين السيوطي؛ سورة لقمان، آية ٦، والكشاف أيضًا)

یوں اس نے لوگوں کو گمراہ کرنا شروع کر دیا۔ لوگ اللہ تعالیٰ کے کلام، نبی علیہ السلام اور صراط مستقیم کی بجائے اس کارندۂ شیطان کی مجلسوں میں بیٹھتے اور سبیلِ شیطان اختیار کر لیتے۔ نضر بن حارث کی ان مجلسوں اور قصوں کے متعلّق اللہ تعالیٰ نے درج بالا آیت میں مسلمانوں کو خبردار کیا، اِنھیں لهو الحديث کہا اور بتایا کہ اس کا مقصد اللہ کے راستے 'صراط مستقیم' سے مسلمانوں کو روکنا ہے۔

(أنظر بحر العلوم، جامع البيان، الدر المنثور، الكشاف، سيرة ابن هشام، البداية والنهاية وغيرها)

پھر یہی نضر بن حارث تھا جو اپنے انھی کرتوتوں کے سبب بالآخر اپنے انجام کو بھی جا پہنچا۔ کتبِ سیرت میں درج ہے کہ جب غزوہ بدر میں مسلمانوں نے ستر (۷۰) مشرکین کو قید کر لیا تھا تو ان میں نضر بن حارث بھی تھا۔ ایسے میں جبکہ باقی قیدیوں کے ساتھ احسان کا معاملہ کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا۔

(سيرة ابن هشام وغيرها)

جدید ذرائع ابلاغ......دورِ حاضر کا لهو الحديث

گزشتہ سطور میں جس لهو الحديث کا تذکرہ ہوا...... یقیناً ہر سلیم الفطرت مسلمان کے لئے آج کے دور میں جدید ذرائع ابلاغ کے ساتھ اس کی مماثلت کو سمجھنا کچھ مشکل نہیں کیونکہ وہ تمام قبیح افعال جو نضر بن حارث نے سرانجام دیئے، آج ذرائع ابلاغ ان میں سے ہر ایک کام اس سے کئی گنا بڑھ کر انجام دے رہے ہیں۔ تاہم پھر بھی ہم چیدہ چیدہ نکات اور مثالوں کے تحت ان کے کردار پر روشنی ڈالتے ہیں تاکہ حقیقت پوری طرح آشکار ہو جائے۔

کفار کی فکری و تہذیبی جنگ کا اہم ترین ہتھیار؛ ذرائع ابلاغ

عصرِ حاضر میں برپا معرکۂ ایمان و مادیت اور کشمکشِ حق و باطل کا فکری محاذ اہلِ کفر کی جانب سے

بڑی حد تک ذرائع ابلاغ اور نشریاتی اداروں نے سنبھال رکھا ہے۔ دراصل آج کفارِ مغرب کا سیاسی وعسکری غلبہ پورے جوبن پر ہے اور مسلمانوں کے بیشتر علاقے ان کے زیرِ تسلط ہیں۔ تاہم وہ جانتے ہیں کہ یہ جزوی فتح ہے...... قالب فتح کر لینے کا یہ مطلب قطعی نہیں کہ قلوب بھی فتح ہو گئے۔ اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ جزوی فتح وقتی وعارضی ہی ہے اور تاریخ کے اوراق ان پر عیاں ہیں کہ ایسی ہر فتح کے بعد مسلمانوں نے اپنے دلوں میں موجود ایمان واسلام کی قوت سے دوبارہ انھیں شکست دے کر کفر کو مغلوب کیا ہے۔ وہ صلیبی جنگوں میں فتوحات کے بعد سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کی برستی تلوار اور بیت المقدس کی دوبارہ بازیابی کو نہیں بھولے، نہ ہی بادشاہِ بازنطین کے تسلط کے بعد خلافتِ عثمانیہ کے تاجدار سلطان محمد فاتح کی فتحِ قسطنطنیہ کو بھلا پائے ہیں۔

لہٰذا اس دفعہ کفار اپنے عالمگیر غلبے کو مستحکم کرنے کے لئے مسلمانوں کے قالب کے بعد ان کے دلوں کو بھی مغلوب کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے اہداف میں سے اہم ترین ہدف 'مسلمانوں کے دلوں میں سے اسلام کو کھرچ نکالنا اور دجل کا سہارا لیتے ہوئے دین وثقافتِ اسلام ہی کو بدل ڈالنا' ہے۔ یہی ان کی فکری جنگ کا عنوان ہے اور اس میں ان کا اہم ترین ہتھیار جدید ذرائع ابلاغ ہیں۔ آج یہ ادارے اسی ہدف کی تکمیل کا کام بطریقِ احسن اور بہت سرعت سے انجام دے رہے ہیں جبکہ ہم مسلمان اپنی سادہ لوحی کے سبب بہت آسانی سے ان کے دامِ فریب میں پھنستے چلے جا رہے ہیں۔

☆ مغربی تہذیب وتصورات اور مغرب کی اقدار کا پھیلاؤ

ملاحظہ کیجئے کہ وہ تمام شرکیہ تصورات جو مغرب میں رائج ہیں اور ان کی دجالی تہذیب کا شاخسانہ ہیں، کس طرح ہمارے معاشروں میں فروغ پا رہے ہیں۔ مثال کے طور پر تہذیبِ مغرب کی بنیادی تین اقدار یعنی 'آزادی'، 'مساوات' اور 'ترقی' کو ہی لے لیتے ہیں۔ سابقہ دو دہائیوں میں مسلم معاشروں میں بہت تیزی سے ان کا غلغلہ اٹھا ہے اور اب گلی گلی میں یہ دعوت عام ہو چکی ہے، اور بچہ بچہ ''جیسے چاہو جیو'' کے فلسفے سے واقف ہے۔ یہ سب ذرائع ابلاغ ہی کا کارنامہ ہے۔ بھانت بھانت کی وہ تنظیمیں اور این جی اوز جنھیں مغرب ہمارے یہاں درآمد کرتا ہے تاکہ بطورِ 'مشنری مبلغین' یہ مسلمانوں میں اس کا ناسور پھیلائیں...... انھی ذرائع ابلاغ کے ذریعے عوام الناس تک رسائی حاصل کرتی ہیں۔ یہی نشریاتی ادارے ایسی تمام کانفرنسوں، سیمیناروں اور مذاکروں کو...... جن میں 'روشن خیالی' اور 'اعتدال پسندی' کا درس دیا

جاتا ہے...... عام مسلمانوں کے سامنے خوشنما بنا کر پیش کرتے ہیں اور یوں ہمارے دلوں کو ان سے مسحور کرتے ہیں۔

یہی معاملہ مغربی اصطلاحات کا بھی ہے۔ کفار ذرائع ابلاغ کے ذریعے ہی انھیں ہمارے معاشروں میں ٹھونسنے کا کام لے رہے ہیں۔ مثال کے طور پر صرف 'انسانی حقوق' اور 'جمہوری روایات' ہی کی اصطلاحات کو دیکھ لیجئے، آج ہر ایک نشریاتی ادارہ اور ہر ایک جریدہ واخبار انھی کا راگ الاپتا نظر آتا ہے۔ انھی کی بدولت یہ اصطلاحات ہم میں عام ہوگئی ہیں جبکہ ان کا ہم سے اور ہمارے دین سے کوئی تعلّق نہیں۔

☆ مرعوبیتِ کفار

کفار کی فکری جنگ ہی کے تسلسل میں ایک اہم خدمت جو ذرائع ابلاغ انجام دے رہے ہیں؛ وہ یہ ہے کہ یہ ادارے مسلمانوں میں کفار کی مرعوبیت پیدا کر رہے ہیں۔ اس ایک بات کے بھی ہمہ پہلو اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

ا۔ پہلا اثر عسکری لحاظ سے یہ ہو رہا ہے کہ مسلمان امریکہ ومغرب کی طاقت سے مرعوب ہو رہے ہیں اور ان سے کفر واسلام کی جنگ میں کفار سے مقابلے کا حوصلہ چھینا جا رہا ہے۔ مسلمان خود کو ان کے مقابلے میں نہایت کمزور تصور کرنے لگے ہیں۔ یہ بہت بڑی خدمت ہے جو ذرائع ابلاغ کفار کے لئے انجام دے رہے کہ مسلمانوں میں 'ارادۂ جنگ' ہی کو ختم کر دیا جائے۔ اس کے لئے مغرب کی جنگی صلاحیتوں پر دستاویزی فلمیں بنائی جاتی ہیں اور دوسری جانب مسلمان مجاہدین کی بے سروسامانی کو حقارت سے دکھایا جاتا ہے۔ نیز یہ سب کچھ اس تکرار سے کیا جاتا ہے کہ دیکھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

ذرائع ابلاغ کے اس زہریلے اثر کو سمجھنے کے لئے ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کو نیویارک اور واشنگٹن پر مجاہدین کے مبارک حملوں کی مثال ہی کافی ہے۔ ذرائع ابلاغ نے مغرب کو ایسا ناقابلِ تسخیر بنا کر پیش کیا ہے کہ گویا کسی میں بھی ان سے لڑنے اور ان کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امتِ مسلمہ کی اکثریت ان حملوں کو مسلمانوں کا کارنامہ کہنے کی بجائے یہودی سازش کا نام دیتی ہے، کیونکہ یہ سوچنے کی صلاحیت ہی ان سے سلب ہوگئی ہے کہ مسلمان بھی اس قدر جرات وطاقت رکھ سکتے ہیں کہ وہ امریکہ کو امریکہ میں ہی نشانہ بنالیں۔

۲۔ دوسرا اثر فکری لحاظ سے یہ ہو رہا ہے کہ مسلمانوں کے اذہان سے عداوت ونفرتِ کفار

(البغض في اللّٰہ) کا مسلّمہ عقیدہ مٹتا جارہا ہے۔ مسلمانوں کے دلوں میں ان کی نفرت ختم ہوتی جارہی ہے اور الٹا ان کے لئے احترام کا جذبہ پیدا ہورہا ہے۔ اب مسلمان انھیں اپنے دشمن کے طور پر نہیں دیکھتے، بلکہ غیر شعوری طور پر ان کی مادی، عسکری اور سائنسی برتری کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے جارہے ہیں۔

۳۔ تیسرا اثر عملی لحاظ سے یہ ہورہا ہے کہ مسلمان کفار کی تہذیب اور ان کی اقدار کو اپنا رہے ہیں۔ وضع قطع سے لے کر بود و باش کے تمام طور طریقوں تک میں کفار کی مشابہت کا مرض بڑے پیمانے پر ہمارے نوجوانوں میں پھیلتا جارہا ہے، اپنے اسلاف و اکابر کے طرزِ رہن سہن کو دقیانوسی گردانا جارہا ہے اور یوں دیکھتے ہی دیکھتے ہمارے معاشروں کی پوری فضا تبدیل ہوگئی ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے تاقیامت نمونۂ عمل پیش کرنے کے لئے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمادیا تھا:

﴿وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَامَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى﴾ (طه: ۱۳۱)

''اور اے نبی! ان چیزوں کی طرف آپ اپنی نگاہیں اٹھا کر بھی نہ دیکھیں جو ہم نے زندگانیٔ دنیا کی آرائش کے لئے ان میں سے مختلف قسم کے لوگوں کو دے رکھی ہیں تاکہ ہم انھیں ان کے ذریعے آزمائیں، اور آپ کے رب کا رزق بہتر اور بہت باقی رہنے والا ہے''۔

اسی ایک مضمون کی بہت سے آیات اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں تاکہ مسلمانوں میں کفار سے مرعوبیت کا مرض پنپنے بھی نہ پائے۔

☆ حبِ دنیا کی افزائش اور معیارِ زندگی پر اثرات

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں مسلمانوں کو بارہا تنبیہ فرمائی ہے کہ ان کے قلوب ہر دم 'حبِ دنیا' کے مرض سے محفوظ رہیں...... کیونکہ اگر فقط یہ ایک مرض کسی قلبِ مسلم میں جاگزیں ہوجائے تو وہ ازخود دیگر کئی امراض میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ حبِ دنیا کی ایک برائی مسلمان سے باقی تمام برائیوں کے مقابلے میں قوتِ مدافعت سلب کرلیتی ہے۔ اس کے بالعکس آخرت کا تصور ہر قسم کی خیر کا موجب ہوتا ہے اور مسلمان کو صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حبِ دنیا کو قرآن مجید میں بالخصوص یہود اور بالعموم دیگر کفار کی صفت کے طور پہ بیان کیا اور آخرت کی محبت و فکر کو مسلمانوں کا خاصہ بتایا۔

اب جہاں تک ذرائع ابلاغ کا تعلّق ہے تو چونکہ یہ کفار کے ہاتھ کے کھلونے ہیں...... اس لئے ہر ممکن

طریقے سے یہ مسلمانوں میں حبِ دنیا کے مرض کو پھیلا رہے ہیں۔اسے سمجھنے کے لئے صرف ان کے نشر کردہ اشتہارات ہی پر غور کرتے ہیں۔ان اشتہارات کے ذریعے مسلمانوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ مارکیٹ میں آنے والی نئی سے نئی 'پروڈکٹ' کو آزمائیں اوران کو اس دلکش انداز میں پیش کیا جاتا ہے کہ ان کے بغیر زندگی کا تصور ہی نہیں۔کہیں ''دل ہے تو مانگو اور'' اور کبھی ''آپ کے اپنے گھر کی ضرورت'' کے خوشنما جملوں کے ذریعے تارِ فریب بجھایا جاتا ہے۔

ان کے اثرات کا بھی کئی پہلوؤں سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ایک جانب ان سے مغرب کا سرمایہ دارانہ نظام مستحکم ہوتا ہے اور مسلمانوں کا بیشتر مال کفار کے بینکوں میں جا پہنچتا ہے۔دوسری جانب مسلمانوں میں دنیا کی محبت پیدا ہوتی ہے، دنیا کی جانب رغبت بڑھتی ہے اوران کی زندگیوں میں تعیش کا سامان بڑھتا چلا جاتا ہے۔یوں مسلمانوں کا معیارِ زندگی......مغرب کی اصطلاح میں......بہتر ہو جاتا ہے اور بندۂ مومن کی نگاہ سے دیکھیں، تو دین سے اعراض میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے، فیا أسفٰی!

دین کی جدید تعبیر اور ذرائع ابلاغ بطورِ مصدرِ دین

کفارِ مغرب کی فکری جنگ کا ہدف جس کا تذکرہ ہم پہلے کر چکے ہیں......اس کے حصول کی ایک کڑی یہ ہے کہ باطل و جہالت کو اس دجل کے ساتھ پیش کیا جائے کہ وہی حق نظر آئے۔نیز خیر وشر کے معیار کو ہی بدل ڈالا جائے، اس طرح کہ اسے دین کی سند بھی مل جائے۔آسان لفظوں میں یوں سمجھئے کہ دین کی جدید تعبیر کی جائے۔گمراہی کے فروغ اور باطل کی جیت کے لئے یہ موثر ترین حربہ ہے۔اب ظاہر ہے کہ دین کو جدید تعبیر دینے کے لئے مصادرِ دین بھی از خود بدل جائیں گے کیونکہ دینِ اسلام کے اپنے مصادر کے ذریعے تو ایسا ہونا ممکن ہی نہیں۔

آج کے دور میں مسلمانوں میں دین کی جدید تعبیر کو متعارف کرنے کے لئے بھی کفار کا بنیادی ہتھیار یہی ذرائع ابلاغ ہیں۔افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ یہ ادارے اپنے اس مکر وکید میں بڑی حد تک کامیاب رہے ہیں اور اب ہم میں سے بیشتر افراد اسی مصدر سے حق کو تلاش کرتے ہیں۔جو کچھ ذرائع ابلاغ دکھائیں اور سنائیں اسے بلا چون و چرا حق تسلیم کر لیا جاتا ہے...... یہ کہتے ہوئے کہ یہ تو آزاد صحافت کرتے ہیں، سچ ہی دکھاتے ہیں۔

افسوس کہ یہ معاملہ صرف احوال کی خبروں تک محدود نہیں بلکہ ہمارے یہاں انھی نشریاتی اداروں اور

اخبارات وجرائد میں بولنے اور لکھنے والے افراد دین کے معاملات میں بھی اپنی بے لگام زبانوں کو حرکت دینا اپنا حق سمجھتے ہیں اور پھر ان کی باتیں ہمارے یہاں دین کا درجہ بھی حاصل کر لیتی ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ فساد کا باعث ٹاک شوز اور وہ پروگرامات ہیں جنھیں اسلامی رنگ میں پیش کیا جاتا ہے۔ ان ٹاک شوز میں اکثریت ایسے لوگوں کی مدعو کی جاتی ہے کہ جن کا دین سے بعید کا تعلّق بھی نہیں ہوتا اور کچھ ایسے افراد کو بھی دعوت دی جاتی ہے جو وضع قطع میں باشرع ہوں۔ پھر سیاست وحالاتِ حاضرہ سے لے کر عقائد وعبادات اور دعوت وجہاد ایسے دینی موضوعات تک پر چہ میگوئیاں اور موشگافیاں کی جاتی ہیں۔ ایسے میں پرویز ہود بھائی جیسے ملحد لوگ ہمارے مسلمانوں کو سمجھاتے ہیں کہ اس دور میں زندگی کیسے گزارنی چاہیئے اور جسٹس جاوید اقبال کی طرح کے افراد ہمیں اس عہد میں دین کی جدید تعبیر اور اجتہاد کرنا سکھلاتے ہیں۔ زید حامد کو بلایا جاتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو سکھائے کہ جہاد کیا ہوتا ہے اور کیسے اور کس کے خلاف کیا جاتا ہے۔ اور پھر دینِ خالص سے مسلمانوں کو روشناس کرانے کے لئے غامدی جیسے جدت پسند 'اسکالرز' آتے ہیں اور اپنی لن ترانیوں کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ ایسے میں یہ ان نشریاتی اداروں ہی کی چال ہوتی ہے کہ اپنے پروگرامات میں کسی سیدھے سادھے باشرع فرد کو دیگر بدباطن وفاسق لوگوں کے درمیان بٹھا دیا جاتا ہے تاکہ اس کی اچھی بات کو بھی یوں پیش کیا جائے کہ جیسے نقار خانے میں طوطی کی آواز ہو اور مسلمان اس کی بجائے دوسروں کی بوقلمونیوں میں ہی سر دھنیں۔ یہ تو نشریاتی اداروں کے کمالات ہیں جبکہ اخبارات وجرائد کا کردار تو اس پر مستزاد ہے۔ اپنے کالموں اور مضامین کے ذریعے مسلمانوں کے ذہنوں میں ایسا زہر گھولا جاتا ہے کہ الامان!

اس پورے منظر نامے پر غور کیجئے اور پھر اپنے حالات، اپنے معاشرے کی صورتحال اور معظم طبقے کے معمولات وتصورات کو دیکھئے! آپ کو خود اندازہ ہو جائے گا کہ کیسے غیر محسوس انداز میں ہمارے یہاں دین کا مصدر تبدیل ہو رہا ہے اور اس کے نتیجے میں عصرِ حاضر کی 'جدیدیت' (یعنی 'جہالت') کے موافق دین کی ایک نئی تعبیر ہم میں متعارف ہو رہی ہے۔ پھر ذرا اس حدیثِ مبارکہ کا مطالعہ بھی کیجئے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں آخر الزمان کے فتنوں سے خبردار کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ خَدَّاعَاتٌ يُصَدَّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ وَيُكَذَّبُ فِيهَا

الصَّادِقُ وَيُؤْتَمَنُ فِيهَا الْخَائِنُ وَيُخَوَّنُ فِيهَا الْاَمِيْنُ وَيَنْطِقُ فِيهَا الرُّوَيْبِضَةُ. قِيْلَ: وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ؟ قَالَ: الرَّجُلُ التَّافِهُ (يَتَكَلَّمُ) فِيْ اَمْرِ الْعَامَّةِ".

"لوگوں پر ایک شدید دھوکے باز زمانہ آنے والا ہے جب جھوٹے کو سچّا اور سچّے کو جھوٹا گردانا جائے گا، جب خائن امانت دار اور امانت دار خائن قرار پائے گا اور اس وقت رُویبِضہ گفتگو کریں گے"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ رُویبِضہ سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ بیوقوف آدمی جو عوام الناس کے معاملات میں گفتگو کرے"۔

(سنن ابن ماجه؛ كتاب الفتن، باب شدة الزمان، ومسند أحمد)

اور بعض روایات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رویبضہ کا مطلب یہ بیان کیا:

"**الفويسق يتكلم في أمر العامة**".

"وہ فاسق جو عوام الناس کے معاملات میں گفتگو کرے"۔

(مسند أحمد ومسند أبي يعلى)

اسی طرح ایک دوسری روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"**إذا وسد الأمر إلى غير أهله فانتظر الساعة**".

"جب امور ایسے لوگوں کے ہاتھ میں دے دیئے جائیں جو اس کے (قطعاً) اہل نہیں تو تم قیامت کا انتظار کرنا"۔

(صحيح البخاري؛ كتاب العلم، باب من سئل علما وهو مشتغل في حديثه......)

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"......**المراد به جنس الأمور التي تتعلق بالدين كالخلافة والقضاء والإفتاء ونحو ذلک**".

"......اس سے دین سے متعلّق جملہ امور مراد ہیں جیسے خلافت، عدالت، افتاء اور اسی طرح کے دیگر امور"۔

اور ایسا کیونکر ہوگا تو اس کی وجہ علامہ عینی رحمہ اللہ یوں بیان کرتے ہیں:

"**وهذا إنما يكون إذا غلب الجهل وضعف أهل الحق عن القيام به**".

''اور ایسا تب ہوگا جب جہالت غالب آجائے اور اہلِ حق حق کو قائم کرنے سے عاجز ہو جائیں''۔

(عمدة القاري شرح صحيح البخاري؛ كتاب العلم، باب من سئل علما وهو مشتغل في حديثه......)

اب جبکہ یہی ذرائع ابلاغ حق جاننے اور دین سمجھنے کے مصادر بنتے جا رہے ہیں تو انھوں نے خیر کو شر اور شر کو خیر بنا ڈالا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جھوٹے کو سچّا اور سچّے کو جھوٹا گردانا جا رہا ہے۔ آج مجاہدینِ امت کو دہشت گرد قرار دیا جا رہا ہے جبکہ امتِ مسلمہ کے غدار اس کے محسن بنا کر پیش کئے جا رہے ہیں۔

نیز ان اداروں کے سبب مسلمانوں کے معاملات اب دین سے بری فاسق افراد کے ہاتھ میں چلے گئے ہیں۔ ایسے بدکار لوگ ہی مسلمانوں کی رہنمائی کے مناصب پر فائز ہو گئے ہیں اور ٹاک شوز میں آکر مسلمانوں کے معاملات...... مذہب سے لے کر سیاست تک میں...... گفتگو کرتے ہیں۔ ان کی بدولت آج 'جہالت وضلالت'......حق کا غازہ رخ پہ ملے...... مسلم معاشروں میں پھیلتی چلی جا رہی ہے اور اہلِ حق کے لئے حق کو قائم کرنا دشوار تر ہوتا چلا جا رہا ہے، والعیاذ باللہ۔

شعائرِ اسلام کا مذاق اور استہزاء

ان ذرائع ابلاغ کے ذریعے کفار ایک خدمت یہ لے رہے ہیں کہ مسلمانوں میں سرِ عام شعائرِ اسلام اور حدود اللہ کا مذاق اڑایا جا رہا ہے اور ان کی تحقیر کی جا رہی ہے۔ آج یہ ادارے 'شعیب منصور' جیسے لادینوں کی سرکردگی میں ''خدا کے لئے'' جیسی فلمیں بناتے ہیں اور پھر مسلمانوں کو دکھاتے ہیں کہ 'داڑھی میں اسلام نہیں'، 'جہاد تو فساد ہے'، اور 'موسیقی تو مسلمانوں کی تہذیب ہے'، **ونعوذ باللّٰہ من ذلک**۔ آئے روز ایسی فلموں اور ڈراموں کے ذریعے داڑھی، جہاد اور پردے کا استہزاء کیا جاتا ہے، اور پوری ڈھٹائی کے ساتھ سیکولر صحافی ودانشور اور این جی اوز کے کارندے ان شعائر کو مولویوں کی تنگ نظری اور دقیانوسی سے تعبیر کرتے ہیں۔ پھر اسی پر اکتفاء نہیں کیا جاتا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر حدود اللہ کی توہین کی جاتی ہے۔ نشریاتی ادارے ایسی جعلی فلمیں بنا کر نشر کرتے ہیں جس میں کسی لڑکی کو کوڑے مارے جا رہے ہوں اور وہ چیخ وپکار کر رہی ہو یا کسی کا چوری کے سبب ہاتھ کاٹا جا رہا ہو۔ پھر انھیں موضوعِ بحث بناتے ہوئے ببانگِ دہل حدود اللہ اور شرعی سزاؤں کا استہزاء کیا جاتا ہے۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ یہ سب قبیح ترین افعال مغرب میں نہیں، بلکہ خود مسلم معاشروں میں ہو رہے ہیں تاکہ عامۃ المسلمین کو شعائرِ اسلام اور حدود اللہ سے برگشتہ کیا جائے اور ان کے لئے اسلام کو

اتنا پیچیدہ بنا دیا جائے کہ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی کفار کی مرضی کا 'ماڈریٹ اسلام' قبول کرلیں اور چودہ صدیوں پہلے نازل ہونے والے اسلام کو اپنے لئے عیب سمجھنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ان اداروں کے شرور سے محفوظ رکھیں، آمین!

درحقیقت دین کے شعائر وشرائع کے استہزاء کا معاملہ اتنا ہلکا نہیں کہ ہمارے معاشروں میں سرِ عام یہ سب کچھ ہو اور ہم پرواہ بھی نہ کریں، بلکہ یہ معاملہ تو اتنا خطیر ہے کہ اگر کوئی مسلمان دین کے کسی حکم کا استہزاء کرے تو وہ مسلمان نہیں رہتا بلکہ کافر ہو جاتا ہے۔ امام جصاصؒ سورہ توبہ کی آیت ﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ﴾ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''ودل أيضا على أن الإستهزاء بآيات الله وبشيء من شرائع دينه كفر من فاعله''.

''یہ آیت اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات اور دین کے کسی چھوٹے سے حکم کا استہزاء کرنے والا بھی کفر کا مرتکب ہوتا ہے''۔

(أحكام القرآن لأبي بكر الجصاص)

شہوات ومحرمات کی تشہیر

اللہ تعالیٰ اپنے کلامِ پاک میں شیطانِ لعین کی خصلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَن يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَاِنَّهُ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ﴾ (النور: ۲۱)

''اے ایمان والو! تم شیطان کے قدم بہ قدم مت چلو، اور جو شخص شیطان کے قدم بہ قدم چلتا ہے تو وہ تو (ہمیشہ ہر شخص کو) بے حیائی اور برائی ہی کرنے کو کہے گا''۔

گناہوں اور محرمات کا پھیلاؤ اور فحاشی وشہوات کی تشہیر شیطان کا اہم ترین حربہ ہے، اور یہ بات سب پر عیاں ہے کہ آج مسلم معاشروں میں یہ کام شیطان اپنے ابلاغی اداروں ہی سے کروا رہا ہے۔ آج کسی بھی لمحے کوئی بھی نشریاتی چینل دیکھا جائے تو خود آپ کے کان اور آنکھیں اس بات کی گواہی دیں گے کہ آپ کے دل پر اس کے کس قدر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ کوئی بھی چینل دیکھتے ہوئے بہت ہی کم لمحات ایسے ہوں گے جن میں آپ کے کانوں میں موسیقی نہ جائے اور آپ کی آنکھیں کسی بے پردگی کا شکار نہ

ہوں۔ مسلم معاشروں میں گناہوں کی اتنی تشہیر کا ایک عجیب آلہ 'ذرائع ابلاغ' کی صورت میں شیطان کے ہاتھ آ گیا ہے۔ افسوس کہ اس کے ذریعے آج ہر مسلم گھرانے میں گناہوں کا دروازہ کھل چکا ہے اور شیطان نے ہمارے دیندار حضرات کے گھروں تک بھی رسائی حاصل کر لی ہے۔

پھر معاشرتی سطح پر اس کے اثرات بھی کسی سے مخفی نہیں، اگر دل کی آنکھوں سے دیکھا جائے۔ سابقہ ایک دہائی میں ہمارے معاشروں میں فحاشی وعریانی حیران کن حد تک بڑھی ہے۔ نوجوان نسل میں عشق کا مرض عام ہے، عورتوں میں بے پردگی تیزی سے پھیل رہی ہے اور زنا جیسے گندے فعل کا تناسب دن بدن بڑھ رہا ہے۔ حتیٰ کہ اب ہمارے بعض شہر یورپ وامریکہ کے شہروں سے قطعاً مختلف نظر نہیں آتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ الَّـذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِیْ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِیْ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (النور: ۱۹)

''اور جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلے، انھیں دنیا وآخرت میں دکھ دینے والا عذاب ہوگا، اور (اس امر پر تعجب کا اظہار مت کرو کیونکہ) اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے''۔

اور یہ ذرائع ابلاغ ہی ہیں جو مسلمانوں میں فحاشی کو عام کر رہے ہیں تاکہ انھیں اللہ، اسلام اور صراطِ مستقیم سے دور کر دیں اور سبلِ شیاطین کا راہ رو بنا دیں۔

شکوک وشبہات کا پھیلاؤ

ذرائع ابلاغ کا ایک اہم کردار یہ ہے کہ مسلمانوں میں اسلام اور اس کے احکامات کے حوالے سے شکوک وشبہات پیدا کئے جائیں اور قرآن وحدیث کے صریح ومحکم احکامات کو مسلمانوں کے اذہان میں مبہم ومشتبہ بنا دیا جائے۔ اس غرض سے ایسے ٹاک شوز نشر کئے جاتے ہیں جن میں مختلف احکاماتِ قرآنی کو زیرِ بحث لایا جاتا ہے اور ان پر رویبضہ گفتگو کرتے ہیں۔ کبھی شراب کی حرمت پر بحث کی جاتی ہے اور اس کی حرمت کو مشکوک کیا جاتا ہے، کبھی 'نظریہء ارتقا' کو اسلام میں ٹھونس کر 'تخلیقِ آدم' کو رد کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ یہ ظالم لوگ اللہ تعالیٰ کے وجود تک پر گفتگو کرتے ہیں اور مسلمانوں میں واضح الحاد کو فروغ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہ تمام باتیں محض خیالی نہیں ہیں بلکہ یہ سب کچھ تو ہو چکا ہے یا ہو رہا ہے، اور یہ تو محض چند مثالیں

ہیں۔ ڈر تو اس بات کا ہے کہ آگے چل کر نجانے یہ ابلاغی ادارے کیا کچھ مزید کریں گے؟ ہمارے مسلمہ عقائد سے لے کر عبادات تک...... ہر ایک معاملے میں شکوک وشبہات پھیلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان شکوک وشبہات سے ہم سب مسلمانوں کی حفاظت فرمائیں، آمین!

﴿وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْا اٰيَاتِيْ وَمَا اُنْذِرُوْا هُزُوًا﴾(الكهف: ۵۶)

''اور کافر لوگ باطل (بات) سے جھگڑا کرتے ہیں تا کہ اس سے حق کو نیچا کر دکھائیں، اور انھوں نے میری آیتوں کو اور جس (عذاب) سے انھیں ڈرایا گیا تھا، دل لگی بنا رکھا ہے''۔

امام ابن کثیرؒ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''......**ثم أخبر عن الكفار بأنهم يجادلون بالباطل ﴿لِيُدْحِضُوْا بِهِ﴾ أي ليضعفوا به ﴿الْحَقَّ﴾ الذي جاء تهم به الرسل**''.

''پھر اللہ تعالیٰ نے کفار کے متعلّق خبر دی کہ وہ باطل (دلائل) کی مدد سے مجادلہ کرتے ہیں تا کہ اس کے ذریعے اس حق کو کمزور کریں جو پیغمبر لے کر آئے ہیں''۔

(تفسير ابن كثير؛ سورة الكهف، آية ۵۶)

آج ذرائع ابلاغ بھی یہی کر رہے ہیں کہ حق کے روشن چہرے کو......دجل کی چادر اوڑھے ایسے باطل دلائل سے مسخ کر کے مسلمانوں کے اندر حق کے بارے میں شکوک وشبہات پھیلا رہے ہیں، تا کہ حق کمزور ہو جائے اور باطل غالب آ جائے۔

کفر واسلام کی حالیہ جنگ میں کفار کی چاکری

عصرِ حاضر میں برپا کفر واسلام کی جنگ کا فکری محاذ بہت ہمہ پہلو ہے۔ اس کا ایک پہلو حالیہ جنگ کے عسکری میدانوں کے احوال سے تعلّق رکھتا ہے۔ آج جہاں جہاں مسلمان مجاہدین برسرِ پیکار ہیں، وہاں کے حالات اور صورتحال بھی جدید ذرائع ابلاغ کا ایک اہم موضوع ہے۔

اللہ تعالیٰ کے امتِ مسلمہ پر بے انتہاء احسانات میں ایک احسانِ عظیم یہ ہے کہ غلامی کی قریباً ایک صدی کے بعد آج امت کے مجاہدین دوبارہ کفار کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور لحہ بہ لحہ اسلام کے غلبے کی جانب گامزن ہیں۔ چاہے صومالیہ کا تذکرہ ہو یا افغانستان کا، سرزمینِ عراق کی بات کریں یا

شیشان کی......مجاہدین اپنی محبُوب امت کو فتح کی نوید سنا رہے ہیں۔حتیٰ کہ برصغیر میں بھی ڈیڑھ سو سالہ سالہ غلامی کے بعد آج مجاہدین امریکی غلاموں کے خلاف مضبوط و مستحکم ہو گئے ہیں اور ان کی بدولت مسلمانانِ برصغیر کی امیدیں انگڑائی لے رہی ہیں کہ ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں جب دہلی کے لال قلعے پر اسلام کا علم لہرائے گا اور پورا برِصغیر خلافت کی برکات اور شریعت کے ثمرات سمیٹے گا۔

ایسے میں یہ ذرائع ابلاغ اصل حقائق کو عامۃ المسلمین کے سامنے لانے کی بجائے جھوٹ اور فریب کی داستانیں سناتے ہیں اور امت کو اپنے مجاہد بیٹوں سے برگشتہ کرتے ہیں تا کہ مسلمانانِ امت کبھی کفر کی غلامی سے نجات اور غلبہء اسلام کا سوچ نہ سکیں۔اور درحقیقت یہ بہت بڑی خدمت ہے جو یہ ادارے کفار کے لئے سرانجام دے رہے ہیں۔

سب سے پہلا کام ان اداروں نے یہ کیا ہے کہ جہاد جیسے مقدس فریضے کو ہی عوام المسلمین کے سامنے مشتبہ بنا دیا ہے۔آج امریکہ ومغرب کے خلاف جو بھی جہاد ہو رہا ہے، اسے یہ ادارے ’دہشت گردی‘ بنا کر مسلمانوں کو دکھاتے ہیں۔امریکہ جسے ’دہشت گردی‘ کہتا ہے (جو دراصل امریکہ کے خلاف ہونے والا مقدس جہاد ہے)، اسے یہ ذرائع ابلاغ بھی مسلمانوں کے سامنے ’دہشت گردی‘ کے طور پر پیش کرتے ہیں اور پھر اسے ’دہشت گردی‘ ثابت کرنے کے لئے زہریلا پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔زیادہ دور نہ جایئے! پاکستان ہی کی مثال لے لیجئے۔وہ مجاہدین جنھوں نے امریکہ کے خلاف افغانستان میں جہاد کا علم بلند کیا، وہ مجاہدین جنھوں نے پاکستان میں شریعت کے نفاذ کا جھنڈا تھاما، وہ مجاہدین جنھوں نے مسلمانانِ پاکستان کو امریکہ اور اس کے آلہ کاروں کی غلامی سے نجات دلانے کا بیڑہ اٹھایا......انھیں ذرائع ابلاغ کبھی امریکہ و بھارت کا ایجنٹ کہتے ہیں، کبھی ان کے خلاف غیر مختون ہونے جیسے گھٹیا اور اخلاق سے گرے ہوئے الزامات لگاتے ہیں، اور اسے ایسے پیش کرتے ہیں جیسے یہی حقیقت ہے۔حالانکہ پاکستان کے قبائلی علاقے ایسے تو نہیں کہ پاکستان میں بسنے والے مسلمان وہاں کے باسیوں سے واقف نہ ہوں۔ کیا یہ وہی لوگ نہیں جنھوں نے اس سے قبل برطانیہ کے خلاف سید احمد شہیدؒ کے جہاد کو کاندھا دیا، جنھوں نے اپی فقیر کی قیادت میں برطانیہ کے خلاف جہاد کیا اور ان کے جانے کے بعد شریعت کا علم بلند کیا اور جنھوں نے کشمیر کے کچھ حصّے کو آزاد کرایا۔آج جب یہی لوگ پاکستان میں شریعت کی بالادستی کی خاطر اٹھ کھڑے ہوئے تو انھیں ذرائع ابلاغ ’دہشت گرد‘ قرار دے رہے ہیں تا کہ پاکستان میں بسنے والے

مسلمانوں کو ان سے دور کر دیا جائے اور ان کا پشتیبان بننے سے روک دیا جائے۔

اسی غرض کی خاطر طالبان پر ڈرامے بنا کر نشر کئے جا رہے ہیں، ان میں ان پاکباز مجاہدین کو عجیب وغریب خوفناک مخلوق بنا کر اہلِ پاکستان کو دکھایا جا رہا ہے تاکہ وہ ان کی کبھی حمایت نہ کریں اور یوں پاکستان میں نفاذِ شریعت کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو۔ اس کے علاوہ کبھی کوئی چینل کسی خودساختہ 'خودکش بمبار' کا انٹرویو نشر کر دیتا ہے جس کے ذریعے مسلمانوں میں جہاد اور مجاہدین کے خلاف نفرت پیدا کی جاتی ہے۔ پھر تمام نشریاتی ادارے اور اخبارات مجاہدین کے خلاف مسلمانوں کے قتلِ عام کا جھوٹا پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ جب بھی مجاہدین کی قیادت کی جانب سے کوئی پیغام آتا ہے تو یہ دانستہ طور پر اسے نشر ہونے سے روک لیتے ہیں یا اس میں کتر و بیونت کر کے اسے غلط سیاق وسباق میں پیش کرتے ہیں تاکہ اصل حقائق مسلمانوں تک نہ پہنچ پائیں اور مسلمان اسی کو حقیقت سمجھیں جسے یہ ذرائع ابلاغ حقیقت کا روپ دیں۔

اس سب کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مسلمان ذہنی طور پر کبھی یکسو نہیں ہو پاتا ہے کہ یہ واقعی مجاہدین ہیں یا 'دہشت گرد'؟ اور کیا دنیا میں کہیں خالص جہاد ہو بھی رہا ہے یا ہر جگہ ایجنٹ ہی موجود ہیں؟

وسیع تناظر میں......

اب اگر وسیع تناظر میں دیکھیں تو ذرائع ابلاغ کی اس مکروہ مہم کا امت کو اتنا عظیم نقصان پہنچ رہا ہے کہ اسلام کی سربلندی کی منزل بعید سے بعید تر ہوتی چلی جا رہی ہے، غلامی کی ایک صدی کے بعد کفار کے خلاف اٹھنے والی جہادی بیداری رکاوٹوں کا شکار ہو رہی ہے اور کفار اپنے غلبے کو مزید طول دینے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔

خلاصۂ کلام:

ابھی تک ہم نے عصرِ حاضر میں جدید ذرائع ابلاغ کے مکروہ کردار کی بابت جو کچھ پڑھا ہے، اسے چند مختصر نکات کی صورت میں بیان کئے دیتے ہیں تاکہ بات اچھی طرح خاطرنشیں ہو جائے۔

☆ اسلام وکفر کے معرکے میں جہاں زمانۂ قدیم میں مشرکین نے نضر بن حارث کے لھوالحدیث سے کام لیا تھا، آج کے دور میں کفار وہی کام جدید ذرائع ابلاغ سے لے رہے ہیں۔

☆ آج کے دور میں برپا اسلام اور کفر کی جنگ میں ذرائع ابلاغ کفار کا اہم ترین ہتھیار ہیں......

چاہے مقامی ذرائع ابلاغ ہوں یا بین الاقوامی، الیکٹرانک میڈیا ہو یا پرنٹ میڈیا، صحافتی ادارے ہوں یا ثقافتی، سرکاری ہوں یا غیر سرکاری۔ ان کا اہم ترین ہدف 'مسلمانوں کے دلوں میں سے اسلام کو کھرچ نکالنا اور دجل کا سہارا لیتے ہوئے دین وثقافتِ اسلام ہی کو بدل ڈالنا' ہے۔

☆ یہ ذرائع ابلاغ مسلمانوں میں مغربی تہذیب واقدار کو فروغ دے رہے ہیں اور مسلمانوں میں کفار کی مرعوبیت پیدا کر رہے ہیں۔

☆ آج یہ ذرائع ابلاغ مسلمانوں میں دین کا مصدر بنتے جا رہے ہیں اور انھی کو استعمال کرتے ہوئے کفار اپنے کارندوں کے ذریعے مسلمانوں میں دین کی جدید تعبیر اور 'ماڈریٹ اسلام' متعارف کروا رہے ہیں۔

☆ ان اداروں کے ذریعے شعائرِ اسلام اور حدود اللہ کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تا کہ مسلمان اپنے دین ہی کو اپنے لئے عیب سمجھنے لگیں اور اسے چھوڑ کر ذرائع ابلاغ کا نشر کردہ 'ماڈریٹ اسلام' قبول کر لیں۔

☆ یہ ابلاغی ادارے مسلم معاشروں میں گناہوں اور فحاشی کے پھیلاؤ کا اہم ترین ذریعہ ہیں اور ان کی بدولت ہمارے معاشرے بڑی حد تک مغربی معاشرے بنتے جا رہے ہیں۔

☆ ایک اہم کردار ذرائع ابلاغ یہ ادا کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کے مسلمہ عقائد اور دین کے محکم احکامات میں شکوک وشبہات پیدا کر رہے ہیں اور انھیں مشتبہ بنا رہے ہیں۔

☆ آج امت کو اسلام کی سر بلندی اور کفار کی غلامی سے نجات دلانے کے لئے مجاہدینِ اسلام نے جس مقدس جہاد کا آغاز کیا ہے، یہ ذرائع ابلاغ اسے مسلمانوں کے سامنے دہشت گردی بنا کر پیش کر رہے ہیں تا کہ مسلمانانِ امت کو اس جہاد کی پشتیبانی سے روک سکیں۔ اور یوں غلامیٔ کفار کا پھندہ ہمارے گلوں میں پڑا رہے اور ''غلبۂ اسلام'' اور ''قیامِ خلافت علی منہاج النبوۃ'' کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے۔

ہماری ذمہ داریاں

جدید ذرائع ابلاغ کا مکروہ کردار جاننے کے بعد اب آیئے یہ دیکھتے ہیں کہ ان کی بابت ہم پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور ہمیں کیا کرنا چاہئے تا کہ ان کے شر سے خود کو انفرادی حیثیت میں اور امتِ مسلمہ کو اجتماعی طور پر بچایا جا سکے۔

فقہائے اسلام نے اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے احکامات کے پس پردہ کارفرما کچھ مقاصد کی نشاندہی

کی ہے جنھیں ''**مقاصد الشريعة**'' کہا جاتا ہے۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ اسلامی احکامات کا مقصد لوگوں کے مصالح کا خیال رکھنا، انھیں نفع بہم پہنچانا اور ان سے ہر قسم کے دنیوی واخروی ضرر وفساد کو دفع کرنا ہے تا کہ ان کی زندگیاں تمام شرور سے محفوظ انفرادی واجتماعی سطح پر سعادت کے ساتھ گزریں۔ گویا دین پر عمل ہی انسان کی دنیوی واخروی فلاح وسعادت کی واحد راہ ہے۔ انھی مقاصدِ شریعہ کے حصول کو مدِ نظر رکھتے ہوئے فقہاء اور اصولیین نے چند قواعد بیان کئے ہیں مثلاً:

......**الضرر يدفع بقدر الإمكان** (نقصان وضرر کو حتی الامکان روکا جائے گا)

......**الضرر يزال** (لوگوں کو پہنچنے والے نقصان کو زائل کیا جائے گا)

......**درء المفاسد أولى من جلب المنافع** (مفاسد کا خاتمہ حصولِ منافع پر مقدم ہے)

ایک جانب ان اصولوں کو پیشِ نظر رکھا جائے اور پھر ذرائع ابلاغ کے کردار کو دیکھا جائے تو ہم بخوبی جان سکتے ہیں کہ آج کے دور میں ہمیں ان ذرائع ابلاغ کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیئے؟ کس طرح ان سے پرہیز کرنا چاہیئے؟ اور کیونکر ان کے خلاف عملی میدان میں نکلنا چاہیئے؟ کیونکہ ان کی وجہ سے امت کی زندگی انتہائی شر وضرر کا شکار ہو رہی ہے اور سعادت کی منزل سے دور ہوتی چلی جارہی ہے۔

اس ضمن میں ہم یہاں انتہائی مختصر نکات کی صورت میں چند باتیں اہلِ ایمان کے سامنے رکھیں گے کیونکہ تفصیل میں جانا ہمارے لئے ممکن نہیں۔ تاہم ہر اہلِ ایمان کا فرض بنتا ہے کہ وہ غور کرے کہ ان ذرائع ابلاغ سے امت کو پہنچنے والے شر کو کیسے روکا جائے، **وما التوفيق إلا بالله!**

☆ ذرائع ابلاغ کی نشر کردہ خبروں پر قطعاً اعتبار نہ کیا جائے

یہ ذرائع ابلاغ مسلمانوں اور امت کے احوال کے متعلّق جو بھی خبریں نشر کریں، ان پر مسلمانوں کو قطعاً اعتبار نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ ......جیسا کہ ہم نے پڑھا...... یہ ادارے اکثر وبیشتر حقیقت کو چھپا لیتے ہیں اور اس کے بالعکس جھوٹ کو حقیقت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ایک مثال سے سمجھئے کہ آج کل یہ ادارے ہمیں بتاتے ہیں کہ 'نائیجیریا' میں مسلم عیسائی فسادات ہو رہے ہیں، اس سے آگے مزید خبر نہیں دیتے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہاں حکومتی سرپرستی میں نائیجیریا کی فوج بڑے پیمانے پر مسلمانوں کا قتلِ عام کر رہی ہے۔ انھیں گھروں سے نکال نکال کر قتل کیا جارہا ہے اور ان کی نسل کشی کی جارہی ہے۔ وہاں کے مسلمان انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں دوسرے مسلمانوں کی راہ تک رہے ہیں مگر مسلمانوں کو خبر ہی

نہیں کیونکہ وہ ان ذرائع ابلاغ پر تکیہ کئے بیٹھے ہیں۔ یہ تو صرف ایک مثال ہے وگرنہ یہ ادارے اس سے قبل بھی اپنی نشر کردہ خبروں سے امت کو بے انتہا نقصان پہنچا چکے ہیں۔

قرآنی تعلیمات

یہ تو واقعاتی پہلو تھا، شریعت کی نظر سے دیکھیں تو مسلمانوں پر بدرجہ اولی لازم ہے کہ وہ ان کی خبروں پر اعتبار نہ کریں۔ اس ضمن میں قرآنِ مجید ہمیں یہ تعلیمات دیتا ہے کہ:

۱۔ کسی بھی فاسق کی بیان کردہ خبر کی تصدیق نہ کی جائے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ﴾ (الحجرات: ٦)

''اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو، (مبادا) کہ کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچا دو، پھر تم کو اپنے کئے پر نادم ہونا پڑے''۔

اس آیت کی رو سے ہم مسلمانوں پر لازم ہے کہ یہ ذرائع ابلاغ جب بھی کوئی خبر دیں تو انھیں کبھی من وعن قبول نہ کریں اور نہ ہی ان کی تصدیق کریں کیونکہ یہ ادارے فسق کا گڑھ ہیں اور جھوٹ، فریب اور دجل کے اڈے ہیں۔ بلکہ مسلمانوں کو چاہئے کہ ان کی نشر کردہ خبروں کی اپنی تئیں تحقیق کریں۔ ان اداروں کی خبروں پر بلاتحقیق یقین کرنے کا نتیجہ ہے کہ امت آج اپنے محافظین کو پہچاننے سے ہی گریزاں ہے اور مجاہدین کو ہی دہشت گرد سمجھ رہی ہے۔ اس آیت کے ذیل میں تفسیرِ کبیر میں لکھا ہے:

''(هذا) لبيان وجوب الإحتراز عن الإعتماد على أقوالهم، فإنهم يريدون إلقاء الفتنة بينكم''.

''(یہ آیت) واضح کرتی ہے کہ ان کے اقوال پر اعتماد کرنے سے احتراز کرنا واجب ہے، کیونکہ یہ لوگ (اے مسلمانو!) تمہارے درمیان فتنہ پھیلانا چاہتے ہیں''۔

(التفسير الكبير؛ سورة الحجرات، آية ٦)

لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ ان اداروں کی نشر کردہ خبروں پر قطعاً اعتماد نہ کریں۔ یہ محض کوئی مشورہ و نصیحت نہیں، بلکہ اللہ جل جلالہ کا حکم ہے!

۲۔ان کی نشر کردہ خبروں کو دیگر مسلمانوں میں نہ پھیلایا جائے

اہلِ ایمان کو دوسری احتیاط یہ کرنی چاہیے کہ یہ ذرائع ابلاغ مسلمانوں کی بابت جو بھی خبر دیں، انھیں دیگر مسلمانوں میں نہ پھیلایا جائے۔ہم پہلے پڑھ چکے ہیں کہ یہ فاسق و مجرم، بلکہ کفریہ ادارے ہیں، ان کی خبروں کا کوئی اعتبار نہیں، پھر یہ جھوٹی خبروں کے ذریعے مسلمانوں میں انتشار پھیلانے اور انھیں دین سے گمراہ کرنے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں۔ ایسے میں ان کی باتیں آگے نقل کرنا خود امت کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے کلامِ پاک میں منافقین کی یہ صفت بیان کرتے ہیں کہ:

﴿وَاِذَا جَآءَ هُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ......﴾ (النسآء: ۸۳)

''اور جب ان کے پاس امن یا خوف کی کوئی خبر پہنچتی ہے تو اسے (پھیلا کر) مشہور کر دیتے ہیں''۔

اس آیت کے ذیل میں امام رازیؒ نے بہت مفید کلام کیا ہے، اختصار کے ساتھ ملاحظہ کیجیے اور عصرِ حاضر کے حالات میں ان سے سبق حاصل کیجیے:

''اعلم أنه تعالٰى حكى عن المنافقين في هذه الآية نوعًا آخر من الأعمال الفاسدة، وهو أنه إذا جاء هم الخبر بأمر من الأمور سواء كان ذلک الأمر من باب الأمن أو من باب الخوف أذاعوه وأفشوه، وكان ذلک سبب الضرر من الوجوه: الأول: أن مثل هذه الإرجافات لا تنفک عن الكذب الكثير. والثاني: أنه إن كان ذلک الخبر في جانب الأمن زادوا فيه زيادات كثيرة، فإذا لم توجد تلک الزيادات أورث ذلک شبهة للضعفاء في صدق الرسول عليه السلام، لأن المنافقين كانوا يروون تلک الإرجافات عن الرسول، وإن كان ذلک في جانب الخوف تشوش الأمر بسببه على ضعفاء المسلمين، ووقعوا عنده في الحيرة والإضطراب، فكانت تلک الإرجافات سببا للفتنة من هذا الوجه. الوجه الثالث: وهو أن الإرجافات سبب لتوفير الدواعي على البحث الشديد والاستقصاء التام، وذلک سبب لظهور الأسرار، وذلک مما لا يوافق مصلحة المدينة. الرابع: أن العداوة الشديدة كانت قائمة بين

المسلمين وبين الكفار، وكان كل واحد من الفريقين في إعداد آلات الحرب وفي انتهاز الفرصة فيه، فكل ما كان آمنًا لأحد الفريقين كان خوفًا للفريق الثاني، فإن وقع خبر الأمن للمسلمين وحصول العسكر وآلات الحرب لهم أرجف المنافقون بذلک فوصل الخبر في أسرع مدة إلى الكفار، فأخذوا في التحصن من المسلمين، وفي الإحتراز عن استيلائهم عليهم، وإن وقع خبر الخوف للمسلمين بالغوا في ذلک، وزادوا فيه وألقوا الرعب في قلوب الضعفة والمساكين، فظهر من هذا أن ذلک الإرجاف كان منشأ للفتن والآفات من كل وجوه، ولما كان الأمر كذلک ذم اللّٰه الإذاعة وذلک التشهير، ومنعهم منه''.

''اللہ تعالیٰ اس آیت میں منافقین کے برے اعمال میں سے ایک اور عمل کی خبر دیتے ہیں اور وہ یہ کہ ان منافقین کے پاس جب بھی کسی معاملے کی خبر پہنچتی ہے...... چاہے معاملہ امن سے متعلقہ ہو یا خوف سے...... تو یہ اسے پھیلاتے ہیں اور مشہور کرتے ہیں، اور یہ بات کئی اعتبار سے باعثِ نقصان ہوتی ہے۔ اولاً، ایسی افواہیں اکثر جھوٹ سے خالی نہیں ہوتیں۔ ثانیاً، اگر خبر کا تعلّق امن سے ہوتا تو منافقین اسے مبالغے کے ساتھ بڑھا چڑھا کر بیان کرتے، اور جب بعد میں حقیقت اس کے برخلاف نکلتی تو یہ افواہیں کمزور مسلمانوں کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے متعلّق شک پیدا کرنے کا باعث بنتی تھیں کیونکہ منافقین یہ باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے بیان کرتے تھے۔ اور اگر خبر خوف سے متعلّق ہوتی تو اس سے کمزور مسلمان تشویش میں پڑ جاتے اور حیرت و پریشانی کا شکار ہوتے، اس طرح یہ افواہیں فتنے کا سبب بنتی تھیں۔ ثالثاً، یہ افواہیں کھوج اور تجسس کا سبب بنتی تھیں جس کی وجہ سے مسلمانوں کے راز ظاہر ہو جاتے، اور یہ اس وقت مدینہ کی مصلحت کے خلاف تھا۔ رابعاً، مسلمانون اور کفار کے مابین شدید عداوت تھی اور دونوں فریقین سامانِ جنگ کی تیاری میں مصروف اور ایک دوسرے کو زک پہنچانے کے لئے موقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ چنانچہ جو خبر ایک فریق کے حق میں موجبِ امن ہوتی، دوسرے کے حق میں موجبِ خوف ہوتی تھی۔ پس اگر

مسلمانوں کے امن اور لشکر وسامانِ جنگ کی تیاری کی خبر ہوتی تو منافقین اس خبر کو پھیلا دیتے اور یہ خبر سرعت سے کافروں تک پہنچ جاتی، نتیجتاً کفار مسلمانوں کے مقابلے میں قلعہ بند ہو جاتے اور ان کے غلبے سے محفوظ ہو جاتے تھے۔ اور اگر مسلمانوں کے لئے خوف کی خبر ہوتی تو منافقین اس میں مبالغہ کرتے اور اسے بڑھا چڑھا کر بیان کرتے اور کمزور و مسکین مسلمانوں کے دلوں میں (کافروں کا) رعب بٹھاتے۔ اس پوری بات سے معلوم ہوا کہ یہ افواہیں ہر اعتبار سے مسلمانوں کے حق میں فتنے اور آفات کا باعث ہوتی ہیں، اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے افواہیں اڑانے اور خبروں کو ایسے پھیلانے کی مذمت بیان کی اور انھیں اس سے منع فرمایا''۔

(التفسير الكبير؛ سورة النسآء، آية ۸۳)

دیکھئے کہ دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی خبریں پھیلانے سے مسلمانوں کا کس قدر نقصان ہوتا تھا تو آج کے دورِ فتن میں ذرائع ابلاغ کی خبروں کو پھیلانے سے امت کو کتنا نقصان پہنچے گا، ہر صاحبِ فہم شخص کے لئے سمجھنا کچھ مشکل نہیں۔

پھر جو فرد ہر سنی سنائی بات کو آگے پھیلا دے تو اس کے جھوٹے ہونے کی گواہی تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے:

''كفى بالمرء كذبًا أن يحدث بكل ما سمع''.

''کسی شخص کے جھوٹے ہونے کو یہی کافی ہے کہ وہ جو سنے، اسے آگے بیان کر دے''۔

(صحيح المسلم؛ مقدمة، باب النهي عن الحديث بكل ما سمع)

لہٰذا تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ ان ذرائع ابلاغ کی بیان کردہ خبروں کو مسلمانوں میں پھیلانے سے گریز کریں کیونکہ اس طرح پل دو پل میں ان اداروں کے جھوٹے پروپیگنڈے مسلمانوں میں پھیل جاتے ہیں اور یہ دینِ اسلام اور امتِ مسلمہ کے لئے شدید نقصان کا باعث بنتے ہیں۔

۳۔ معاملاتِ مسلمین میں سے کسی معاملے کو ہلکا نہ سمجھا جائے اور ان میں بغیر علم کے بات نہ کی جائے

اس ضمن میں قرآن مجید ہماری ایک اور رہنمائی یہ کرتا ہے کہ ہم مسلمانوں کے کسی معاملے کو ہلکا نہ جانیں اور مسلمانوں کے امور میں بغیر علم کے بات نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ واقعہ ءِ افک میں منافقین کی پکڑ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ﴾ (النور: ۱۵)

''جب تم اپنی زبانوں سے اس (جھوٹ) کا ایک دوسرے سے ذکر کرتے تھے، اور اپنی منہ سے ایسی بات کہتے تھے جس کا تم کو کچھ علم نہ تھا، اور تم اسے ہلکی بات سمجھتے تھے اور اللہ کے نزدیک وہ بہت بھاری بات تھی''۔

نیز اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''إن العبد ليتكلم بالكلمة من سخط الله، لا يلقي لها بالًا، يهوي بها في جهنم''.

''بعض اوقات کوئی بندہ اللہ کی ناراضی کا کوئی ایسا لفظ زبان سے نکال دیتا ہے، جسے وہ (غیر اہم سمجھ کر) سوچ میں بھی نہیں لاتا، (لیکن) اس کے سبب وہ جہنّم میں جا گرتا ہے''۔

(صحيح البخاري؛ كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان)

پس مسلمانوں کو چاہیے کہ کسی مسلمان فرد یا کسی گروہ کے متعلّق کوئی بھی معاملہ ہو تو اسے ہلکا نہ جانیں اور نہ اس میں بغیر علم کے کوئی بات کریں۔ آج کے ذرائع ابلاغ مسلمانوں کے ہر ایک معاملے میں اپنی من گھڑت خبریں مسلمانوں میں پھیلاتے رہتے ہیں، لہٰذا تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ معاملہ کوئی بھی ہو ...... چاہے جہاد سے متعلقہ ہو یا کسی بھی دینی امر سے...... اسے ہلکا سمجھتے ہوئے ان اداروں کی بیان کردہ خبروں کی تصدیق نہ کریں اور نہ ان کی تشہیر کریں، اور نہ ان کے جھوٹ کو بغیر علم کے سچ کہہ بیٹھیں، مبادا یہ بات اللہ تعالیٰ کے یہاں اتنی عظیم ہو کہ جنت کی بجائے جہنّم کے مستحق ٹھہریں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھیں، آمین!

۴۔ مسلمانوں سے متعلّق خبروں کی تصدیق کے لئے اولوا الامر سے رجوع کیا جائے

اللہ تعالیٰ ہمیں ایک اور حکم یہ دیتے ہیں کہ مسلمانوں بالخصوص مجاہدین سے متعلّق گردش کرنے والی ہر خبر کی تصدیق کے لئے مسلمانوں کے اولوا الامر کی طرف رجوع کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ

لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطَانَ اِلَّا قَلِیْلاً﴾ (النسآء: ۸۳)

''اور جب ان کے پاس امن یا خوف کی کوئی خبر پہنچتی ہے تو اسے (پھیلا کر) مشہور کر دیتے ہیں، اور اگر وہ اسے پیغمبر علیہ السلام اور اولوا الامر کے پاس پہنچا دیتے تو تحقیق کرنے والے اس کی تحقیق کر لیتے، اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور مہربانی نہ ہوتی تو چند اشخاص کے سوا سب شیطان کے پیرو بن جاتے''۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے مسلمانوں کو یہ نصیحت فرمائی ہے کہ جب بھی کوئی خبر آئے...... خصوصاً جنگ و جہاد سے متعلّق خبر آئے تو اسے مسلمانوں کے اولوا الامر کی طرف پلٹائیں اور ان سے اس کی صداقت معلوم کریں کیونکہ وہی حقیقت کو جاننے والے ہیں۔ یہاں اولوا الامر سے مراد علمائے کرام اور جہادی امراء ہیں۔امام رازیؒ لکھتے ہیں:

''في ﴿اولی الأمر﴾ قولان: أحدهما: إلی ذوي العلم والرأي منهم. والثاني: إلی أمراء السرايا''.

''اولوا الامر کے معنی میں دو اقوال (منقول) ہیں؛ ایک یہ کہ (خبر کو تصدیق کے لئے) اہلِ علم واصحابِ رائے حضرات کی جانب لوٹایا جائے، اور دوسرا یہ کہ جہادی امراء کی جانب لوٹایا جائے''۔

(التفسير الكبير؛ سورة النسآء، آية ۸۳)

امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں 'اولوا الامر' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اختلف في تأويل أولی الأمر، فروي عن جابر بن عبدالله وابن عباس رواية والحسن وعطاء ومجاهد: أنهم أولوا الفقه والعلم، وعن ابن عباس رواية وأبي هريرة: أنهم أمراء السرايا. ويجوز أن يكونوا جميعًا مرادين بالآية؛ لأن الاسم يتناولهم جميعًا؛ لأن الأمراء يلون أمر تدبير الجيوش والسرايا وقتال العدو، والعلماء يلون حفظ الشريعة وما يجوز مما لا يجوز، فأمر الناس بطاعتهم والقبول منهم ما عدل الأمراء والحكام وكان العلماء عدولا مرضيين موثوقا بدينهم وأمانتهم فيما يؤدون''.

''اولوا الامر کے معانی میں (بظاہر) کچھ اختلاف نظر آتا ہے؛ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما، حسن بصری، عطاء، مجاہد رحمہم اللہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت مروی ہے کہ اولوا الامر (سے مراد) علماء ہیں۔ جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی ایک دوسری روایت میں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اولوا الامر (سے مراد) امرائے لشکر ہیں۔ اور (دراصل اس میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ) آیت سے دونوں مراد ہو سکتے ہیں۔ یہ لفظ اولوا الامر دونوں کا احاطہ کرتا ہے۔ امراء کے ہاتھ میں لشکر کی تدابیر اور دشمن سے قتال کی ذمہ داری ہے اور علماء کے ہاتھ میں شریعت اور حلال و حرام کی حفاظت کی ذمہ داری ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان امراء و حکام کی اطاعت کا حکم دیا ہے جو عادل ہوں، جبکہ علماء عادل اور دین و امانتداری کے معاملے میں قابلِ اعتماد ہی ہوتے ہیں''۔

(أحكام القرآن، سورة النساء، آية ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ وَأُوْلِي الْأَمْرِ مِنكُمْ﴾)

پس تمام مسلمانوں کو یہ بات اچھی طرح سمجھنی چاہئے کہ ''اولوا الامر'' سے مراد مسلمانوں کے سروں پر مسلط حکمران اور ان کے حواری قطعاً نہیں۔ یہ لوگ تو دین اسلام سے ہی بری ہیں اور اسلام ان سے بری ہے۔ اور نہ ہی اولوا الامر سے مراد وہ تجزیہ نگار ہیں جنھوں نے اسلام کے مقابلے میں کفارِ مغرب کی خدمت کو اپنا مقصدِ زندگی بنا رکھا ہے۔ یہاں اولوا الامر سے مراد وہ 'علمائے صادقین' ہیں جنھوں نے دین کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا ہے اور دین کے معاملے میں کسی قسم کی مداہنت اختیار نہیں کی۔ نیز اولوا الامر سے مراد وہ 'امرائے جہاد' ہیں جو آج کفر کے مقابلے میں امتِ مسلمہ کا سب سے مضبوط سہارا ہیں۔ وہ امرائے جہاد...... جنھیں مسلمانوں کے سروں پہ مسلط مرتد حکمران اور ان کی محافظ فوجیں لاکھ دہشت گرد کہیں اور ان کے خلاف بار بار لشکر کشی کریں...... آج بھی مسلمانوں کے حقیقی اولوا الامر ہیں۔

لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ دینی امور اور بالخصوص جہاد سے متعلّق ہر وہ خبر جو ان تک پہنچے، اس کی تصدیق کے لئے علمائے صادقین اور امرائے جہاد کی طرف ہی رجوع کریں تاکہ فتنے کا شکار ہونے سے محفوظ رہیں۔

☆ذرائع ابلاغ کی حقیقت سے آگاہ رہا جائے اور ان سے کامل پرہیز کیا جائے

اس مضمون میں ہم نے ذرائع ابلاغ کی حقیقت کے حوالے سے صرف چیدہ چیدہ چند نکات بیان کئے

ہیں تاکہ یہ احساس بیدار کیا جائے کہ یہ ادارے آج مسلمانوں اور خود ان کے دین کے لئے کس قدر مہلک ہیں۔ وگرنہ ان کی حقیقت اس سے کہیں زیادہ کریہہ ہے۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ اوپر بیان کردہ نکات پر غور کرے، اور پھر خود تدبر کرے اور دیکھے کہ ان کی بدولت آج دین وامت کو کیا کچھ برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔ اور مومن تو ہوتا ہی صاحبِ فراست ہے، جیسا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''إتقوا فراسة المؤمن فإنه ينظر بنور الله''.

''مومن کی فراست سے ڈرو، کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے''۔

ذرائع ابلاغ کی حقیقت جاننے کے بعد ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ خود کو، اپنے گھر کو اور امت کو ان سے بچانے اور ان کے شرور سے محفوظ رکھنے کی فکر کرے۔ ایک سادہ سا حل یہی ہے کہ وہ ان ذرائع ابلاغ سے کامل پرہیز کرے اور اپنے گھروں میں انھیں داخل ہی نہ ہونے دے۔ چند ایک مصالح کی خاطر بڑے بڑے مفاسد کو قبول نہ کرے اور یہی بات فقہاء کے بیان کردہ قاعدہ کا حاصل ہے جو اوپر درج کیا جا چکا ہے۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اس بات کا ادراک کرے کہ یہ ایک شرعی معاملہ ہے، جس کا جواب ہماری آزاد عقلوں پر نہیں چھوڑا گیا۔ اس ادراک کے ساتھ اس کے لئے ان سے کامل پرہیز کرنا آسان رہے گا۔

☆مسلمانوں میں اس آگہی کو پیدا کیا جائے

آج ان ذرائع ابلاغ کے خلاف آواز اٹھانا ایک انتہائی کٹھن بات ہے کیونکہ ہمارے معاشروں میں ان ذرائع ابلاغ کا اثر ورسوخ حیران کن حد تک بڑھ چکا ہے اور اب یہ ہمارے معاشروں کا جزو بنتے جا رہے ہیں......لیکن اگر آج ان کے آگے بند نہ باندھا گیا تو کل امتِ مسلمہ سیاسی میدان سے بڑھ کر فکری میدان میں بھی کفار کی غلام بن جائے گی، والعیاذ باللہ!

لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے معاشروں میں ان ذرائع ابلاغ کے مکروہ کردار کو واضح کریں اور مسلمانوں کو ان سے بچاؤ کا شرعی فریضہ نبھانے کی ترغیب دیں۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اس آگہی کو دوسرے مسلمانوں میں عام کرے کہ یہ ادارے......چاہے مسلمانوں کے نام منسوب ہوں یا آزاد صحافت کے داعی ہوں......امتِ مسلمہ اور دینِ اسلام کے حق میں انتہائی مہلک ہیں اور ان کے شرور سے بچاؤ میں ہی دین وامت کی نجات ہے۔

☆ ہر ممکن وسیلے سے عملی میدان میں ان کا مقابلہ کیا جائے

آخری بات ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے یہ کہیں گے کہ ان ذرائع ابلاغ کی حقیقت جاننے کے بعد ان پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ عملی میدان میں بھی ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور ہر ممکن وسیلہ استعمال کرتے ہوئے انھیں اپنے معاشروں سے بے دخل کرنے کی سعی کریں۔

......ایسے صحافی و دانشور حضرات کو بالجبر روکا جائے جو باقاعدہ دینِ اسلام سے بغض رکھتے ہوئے جدید ذرائع ابلاغ کی خدمت کر رہے ہیں۔

......ایسے اداروں کو بند کروایا جائے جن کی وجہ سے مسلمان دین سے گمراہی اور دنیا کی سیادت وسعادت سے محروم ہو رہے ہیں۔ انھیں مجبُور کیا جائے کہ یہ اپنی نشریات بند کریں اور مسلم معاشروں سے دفع ہو جائیں۔

......ایسے صحافی اور صحافتی ادارے جنھوں نے واضح کفر والحاد کو اپنا رکھا ہے اور مسلمانوں کو کھلم کھلا اس کی دعوت دے رہے ہیں، انھیں گردنوں سے پکڑ کر دبوچا جائے......تاکہ یا وہ واپس اسلام کی طرف پلٹ آئیں یا پھر اپنے کیفرِ کردار تک پہنچ جائیں اور مسلمان ان کے شر سے محفوظ ہو جائیں۔

......مجاہدینِ اسلام کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ کفر والحاد پھیلانے والے ان بدبخت اداروں کو ڈرائیں دھمکائیں اور باز نہ آنے کی صورت میں کفار و مرتدین کی اس گستاخ زبان کو بڑھ کر کاٹ ڈالیں۔ بلاشبہ علمائے کرام سے فتاویٰ لینے اور امرائے جہاد سے مشاورت کرنے کے بعد نضر بن حارث کے ان چیلوں کو کیفرِ کردار تک پہنچانا وقت کا ایک اہم فریضہ ہے۔ ذرائع ابلاغ کا رستے سے ہٹنا نہ صرف اس جہادی تحریک کی راہ کی اساسی رکاوٹ دور کر دے گا بلکہ معاشرے پر علماء واہلِ دین کی گرفت کو بحیثیت مجموعی بھی مضبوط کرے گا۔

یہ وہ چند نکات تھے جو جدید ذرائع ابلاغ کے مقابلے میں مسلمانوں کی ذمہ داریوں کے ذیل میں ہم نے بیان کئے۔ بلاشبہ اس موضوع کا ہم نے احاطہ نہیں کیا کیونکہ یہ ہمارا مقصود ہی نہ تھا۔ ہمارا مقصد صرف اتنا تھا کہ اس مضمون کے ذریعے تمام اہلِ ایمان کو ان ذرائع ابلاغ کے مکروہ کردار اور ان کی بابت عائد ہونے والی شرعی ذمہ داریوں کی جانب فقط نشاندہی کر دیں۔ اب یہ تمام مسلمانوں کا کام ہے کہ وہ خود کو اور پوری امت کو ان اداروں کے شرور سے محفوظ رکھنے کے لئے فکرمند ہو جائیں اور دل میں اٹھنے والے اس

داعیہ کو عمل کے قالب میں لے آئیں۔ یہی اس مضمون کا حاصل ہے۔

أللّٰهم أرنا الحق حقًا وارزقنا اتباعه وأرنا الباطل باطلًا وارزقنا اجتنابه، أللّٰهم أرنا الأشياء كما هي.

أللّٰهم اغفرلي وللمؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات.

وآخر دعوانا أن الحمدللّٰه رب العالمين.

ادارۂ حطین کی مطبوعہ کتب

''درسِ حدیثِ کعب رضی اللہ عنہ'' شیخ ابو عبد اللہ حفظہ اللہ / مترجم: مولانا عبد الرحیم

یہ کتاب 'حدیثِ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ' کے ایسے جامع درس پر مشتمل ہے جسے پڑھتے ہوئے جہاد سے پیچھے بیٹھ رہنے والے ہر شخص کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا یہ حدیث اسی سے مخاطب ہے۔

......اس کتاب میں جہاد سے بیٹھ رہنے والوں کے مرض کی تشخیص بھی ہے اور پھر اس کا علاج بھی۔

......اس کتاب میں ہر مسلمان پر عائد 'لا الہ الا اللہ کی نصرت' کے فرض کا بیان ہے، جس کی عدم ادائیگی اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی اور ترکِ تعلّق کا موجب ہے۔

''سپیدۂ سحر اور ٹمٹماتا چراغ'' شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ / مترجم: مولانا عبد الصمد رحمہ اللہ

اس کتاب میں محترم مصنف پاکستان کے دستور کو زیرِ بحث لائے ہیں جسے بالعموم اسلامی تصور کیا جاتا ہے۔ آپ نے شریعت کی روشنی میں اس کا محاکمہ کیا ہے اور دلائلِ شرعیہ کی رو سے یہ حقیقت واضح کی ہے کہ یہ دستور شریعت سے متصادم اور غیر اسلامی ہے۔ نیز آپ نے اہلِ پاکستان کے سامنے وہ رہنما اصول بھی بیان کیے ہیں جو انھیں منزلِ مقصود (یعنی رضائے رب، نفاذِ شریعت، قیامِ خلافت) تک پہنچنے میں ممد ثابت ہوں۔

''شمشیرِ بے نیام'' شیخ ابو یحییٰ حفظہ اللہ / مترجم: مولانا عبد الصمد رحمہ اللہ

اس کتاب کی دعوت یہ ہے کہ ہم شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں اپنے حالات کا جائزہ لیں اور یہ بات سمجھیں کہ ریاستِ پاکستان کے نظام، اس کے حکمرانوں، فوج اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے خلاف جہاد و قتال 'فرضِ عین' ہے۔ اور یہ فرضِ عین برقرار رہے گا یہاں تک کہ مسلمانوں کی دین و دنیا برباد کرنے والا یہ فاسد و باطل نظام جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے، اس کے محافظین کی شوکت توڑ دی جائے اور پھر یہاں اسلام و شریعت کی حاکمیت قائم کر دی جائے۔

''حکمرانوں کی قربت سے بچو!'' امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ / مترجم: مولانا عبید الرحمٰن حفظہ اللہ

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی مختلف احادیث میں علمائے دین کو بالخصوص جبکہ تمام مسلمانوں کو بالعموم انتہائی سختی سے حکمرانوں کی قربت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کتاب میں اسی موضوع سے متعلقہ احادیث، اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور سیرتِ اسلاف کی بہت سی عملی مثالیں جمع کر دی گئی ہیں۔

''قتلِ ناحق کی حرمت وممانعت'' شیخ عطیہ حفظہ اللہ / مترجم: مولانا عبید الرحمٰن حفظہ اللہ

یہ ایک اہم فتویٰ ہے جس میں شریعت کی روشنی میں قتلِ ناحق کی حرمت وممانعت، اور عوامی مقامات و بازاروں میں ہونے والے دھماکوں کی قباحت وشناعت بیان کی گئی ہے۔ نیز ایسے دھماکوں کے حوالے سے اہلِ جہاد کی بیزاری کا واضح موقف بیان کیا گیا ہے۔

....

ادارۂ حطین کے مطبوعہ کتابچے

☆ مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے! — شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ کا فتویٰ

☆ مسلمانوں کے تعلقات کی اساس؛ لا الہ الا اللہ — سید قطب شہید رحمہ اللہ

☆ جہاد فی سبیل اللہ کے اساسی مقاصد — محمد مثنیٰ حسان

زیرِ طباعت

☆ دورانِ جنگ میں کفار سے مدد لینے (الإستعانة بالكفار) کی شرعی حیثیت

(یہ شیخ ابو یحییٰ حفظہ اللہ کی کتاب ''المورد العذب لبيان حكم الإستعانة بالكفار في الحرب'' کا اردو ترجمہ ہے۔ مترجم: مولانا عبد الصمد رحمہ اللہ)

☆ جہاد، عصرِ حاضر میں — ڈاکٹر خالد مہند

(یہ انتہائی جامع کتاب ہے، جس میں امتِ مسلمہ کو دوش کے آئینے میں امروز وفردا کی تصویر دکھائی گئی ہے۔ اس میں قارئین کو یہودیت، عیسائیت اور سیکولرزم کی تاریخ وعقائد بھی پڑھنے کو ملیں گے اور عصرِ حاضر میں مسلمانوں کے خلاف ان کے منصوبے سے بھی آگاہی حاصل ہوگی۔ نیز اس کے ذریعے عصرِ حاضر میں جہاد کی اہمیّت وفرضیت بھی سمجھ میں آئے گی اور خطۂ برصغیر میں اس کا تاریخی تسلسل بھی۔)

☆ اہلِ پاکستان؛ ایک فیصلہ کن دوراہے پر — قاری عبد الہادی

☆ کیا آپ اس جنگ میں پرچمِ شریعت تلے کھڑے ہیں؟ — قاری عبد الہادی

☆ کیا جہاد کیے بغیر بھی ''امن'' کا قیام اور ''فساد'' کا خاتمہ ممکن ہے؟ — محمد مثنیٰ حسان

☆ شیخ ابو یحییٰ حفظہ اللہ کے ساتھ ادارۂ حطین کی گفتگو

....

عصرِ حاضر میں برپا معرکہ ایمان و مادیت اور کشمکشِ حق و باطل کا فکری محاذ اہلِ کفر کی جانب سے بڑی حد تک ذرائع ابلاغ اور نشریاتی اداروں نے سنبھال رکھا ہے۔ دراصل آج کفارِ مغرب کا سیاسی و عسکری غلبہ پورے جوبن پر ہے اور مسلمانوں کے بیشتر علاقے ان کے زیرِ تسلط ہیں۔ تاہم وہ جانتے ہیں کہ یہ جزوی فتح ہے...... قالب فتح کر لینے کا یہ مطلب قطعی نہیں کہ قلوب بھی فتح ہو گئے۔ اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ جزوی فتح وقتی و عارضی ہی ہے اور تاریخ کے اوراق ان پر عیاں ہیں کہ ایسی ہر فتح کے بعد مسلمانوں نے اپنے دلوں میں موجود ایمان و اسلام کی قوت سے دوبارہ انھیں شکست دے کر کفر کو مغلوب کیا ہے۔ وہ صلیبی جنگوں میں فتوحات کے بعد سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کی برستی تلوار اور بیت المقدس کی دوبارہ بازیابی کو نہیں بھولے، نہ ہی بادشاہِ بازنطین کے تسلط کے بعد خلافتِ عثمانیہ کے تاجدار سلطان محمد فاتح کی فتحِ قسطنطنیہ کو بھلا پائے ہیں۔

لہٰذا اس دفعہ کفار اپنے عالمگیر غلبے کو مستحکم کرنے کے لئے مسلمانوں کے قالب کے بعد ان کے دلوں کو بھی مغلوب کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے اہداف میں سے اہم ترین ہدف 'مسلمانوں کے دلوں میں سے اسلام کو کھرچ نکالنا اور دجل کا سہارا لیتے ہوئے دین و ثقافتِ اسلام ہی کو بدل ڈالنا' ہے۔ یہی ان کی فکری جنگ کا عنوان ہے اور اس میں ان کا اہم ترین ہتھیار جدید ذرائع ابلاغ ہیں۔ آج یہ ادارے اسی ہدف کی تکمیل کا کام بطریقِ احسن اور بہت سرعت سے انجام دے رہے ہیں جبکہ ہم مسلمان اپنی سادہ لوحی کے سبب بہت آسانی سے ان کے دامِ فریب میں پھنستے چلے جا رہے ہیں۔